ماہ رجب

مختار احمد محمدی مدنی

ماہ رجب حرمت وادب والا مہینہ ہے، اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے﴿إِنَّ عِـدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَات وَالأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلاَ تَظْلِمُواْ فِيهِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِينَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ ترجمہ: مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہے اسی دن سے جب سے آسمانوں اور زمین کو اس نے پیدا کیا ہے، ان میں چار حرمت والے ہیں یہی درست دین ہے ان مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور تم پورے مشرکین سے مل کر لڑائی کرو جس طرح وہ تم سے کرتے ہیں اور یہ جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے [التوبہ:۳٦]

وہ حرمت والے چار مہینے کون کون سے ہیں؟ قرآن کریم میں اس کی وضاحت نہیں ہے، نبی کریم ﷺ نے ان مہینوں کی تحدید فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں (ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق الله السماوات والأرض ،السنة اثنا عشر شهراً منها أربعة حرم ثلاثة متواليات: ذوالقعدة وذو الحجة والمحرم ورجب مضر الذي بين جمادى وشعبان) ترجمہ: زمانہ گھوم پھر کر اسی حالت پر آ گیا ہے جس حالت پر اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی، سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے جن میں چار حرمت والے ہیں تین پے در پے آتے ہیں ذوالقعدۃ وذوالحجہ ومحرم اور رجب مضر جو جمادی (الأخری) اور شعبان کے درمیان آتا ہے [صحیح بخاری وصحیح مسلم]

قبیلہ مضر کے لوگ دوسروں کی بہ نسبت ماہ رجب کی حرمت کا زیادہ خیال رکھتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے مذکورہ حدیث میں اس ماہ کی نسبت ان کی طرف کی ہے، دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ قبیلہ مضر اور ربیعہ کے درمیان ماہ رجب کی بابت اختلاف پایا جاتا تھا اول الذکر قبیلہ اسی معروف مہینہ کو رجب قرار دیتا تھا جبکہ ثانی الذکر قبیلہ کے لوگ رمضان کو رجب کہتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے وضاحت کے طور پر اس ماہ کی نسبت قبیلہ مضر کی طرف فرمائی تا کہ اشتباہ نہ ہو (شرح صحیح مسلم ۲۱۸/۱۱]

زمانہ جاہلیت میں بھی ان حرمت والے مہینوں میں قتال وجدال کو سخت ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا لیکن عرب ایک جنگجو اور اجڈ قوم تھی لگاتار تین مہینے قتل و خونریزی سے دور رہنا ان کے لئے بہت مشکل تھا جس کا حل انہوں نے یہ نکال رکھا تھا کہ جس حرمت والے ماہ میں قتال کرنا چاہتے کر لیتے اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینہ کو حرمت والا مہینہ قرار دے دیتے، ان کے اس تقدیم وتاخیر اور ادل بدل کرنے کو اللہ رب العالمین نے "نسی" سے تعبیر کیا ہے، جو کفر ہے ارشاد باری تعالی ہے﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾ نسیء کفر کی زیادتی ہے [التوبہ:۳۷] ظاہر ہے ان کے اس عمل سے حرمت والے مہینوں کی وہ ترتیب نہیں رہ جاتی تھی جس ترتیب پر اللہ رب العالمین نے ان کی تخلیق فرمائی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی اسی برائی کے خاتمہ کا اعلان حدیث کے شروع کے الفاظ میں اس طرح کر دیا ہے کہ زمانہ اب اپنی اصلی حالت پر آ گیا ہے اور اب مہینوں کی ترتیب اسی طرح رہے گی جس طرح ابتدائے آفرینش سے چلی آ رہی ہے، کیونکہ اب اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے لہذا مہینوں کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر نہیں کی جائے گی، واضح رہے کہ یہ اعلان آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا۔

یہ تھی اس ماہ کی دینی وشرعی حیثیت لیکن افسوس یہ ہے کہ یہود وروافض اور نام نہاد مسلمانوں کی سازشوں سے رجب کا مہینہ بھی بہت ساری بدعتوں کی آماجگاہ بن کر رہ گیا ہے خودساختہ صلاۃ الرغائب یا صلاۃ رجبیہ اسی ماہ میں ادا کی جاتی ہے بکثرت عمرے کرنے کا عقیدہ اسی ماہ سے منسلک ہے، اسراء ومعراج کا جشن اسی ماہ کی ۲۷ ویں تاریخ کو بڑے جوش وخروش کے ساتھ منایا جاتا ہے اس ماہ کی پہلی جمعرات وجمعہ کو مبارک سمجھتے ہوئے اس دن بکثرت نمازیں ادا کی جاتی ہیں، اور اب بدعتوں کی شب دیجور میں ایک نئی نویلی بدعت "رجب کے کونڈے" کا ورود ہوا ہے جو درحقیقت روافض کی دیرینہ اسلام اور صحابہ رسول ﷺ کی عداوت ودشمنی کا واضح وبین ثبوت ہے۔

قارئین کرام: رجب کی ۲۲ تاریخ کو جعفر صادق رحمہ اللہ کے نام پر پکوڑیاں، کھیر اور پنیر کی نیاز بنا کر کونڈوں یعنی مٹکوں میں رکھی جاتی ہے، اس موقعہ پر

مدینہ منورہ کے ایک لکڑ ہارے کی جھوٹی داستان بھی سنائی جاتی ہے، اور جعفر صادق کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ جو شخص مذکورہ تاریخ کو پوڑیاں، کچوڑیاں کونڈوں میں رکھ کر نیاز کرے گا اس کی ہر مراد پوری ہوگی اور اگر کسی کی نہ پوری ہوئی تو قیامت کے دن وہ میرا گریبان پکڑ سکتا ہے۔ جہاں تک لکڑ ہارے کی داستان کا سوال ہے تو وہ کذب وافتراء پر مبنی داستان ہے، جہاں وہ داستان کتاب وسنت کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے وہیں تاریخ حقائق سے اس کا دور دور کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جعفر صادق کی طرف منسوب قول بھی جھوٹا ہی ہے کیونکہ جعفر صادق ایک موحد شخص تھے ان کے تعلق سے یہ سوچنا بھی غلط ہے کہ نعوذ باللہ انہوں نے اپنے نام کی نذر ونیاز کرنے کی دعوت دی ہو، آج کے نام نہاد مسلمانوں کو یہ بات گرچہ معلوم نہیں کہ غیروں کے نام نذر ونیاز شرک ہے، البتہ جعفر صادق رحمہ اللہ کو ضرور معلوم تھا، اس لئے وہ کبھی بھی شرک کی دعوت نہیں دے سکتے تھے، وہ نواسہ رسول حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے، نبی رحمت ﷺ کی لخت جگر فاطمہ کی اولاد میں سے تھے انہیں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی معلوم تھا جس نے ہماری اس شریعت میں نئی چیز ایجاد کی وہ مردود ہے۔ اس بدعت میں قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ نذر ونیاز اور فاتحہ خوانی کرنے والے کبھی کسی زندہ شخص کی نذر ونیاز اور فاتحہ کرتے ہی نہیں ہیں ان کی ساری نذر ونیاز مُردوں کے نام کی جاتی ہے، جعفر صادق کے ساتھ کیوں ایسا کیا گیا کہ ان کے نام کی نذر ونیاز انکی زندگی ہی میں دی جانے لگی؟ نیز اگر جعفر صادق کا قول سچا ہے تو ان کی اولاد کو بھی کونڈے بھرنا چاہئے تھا لیکن ان کی اولاد میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا' حقیقت یہ ہے آج جس رسم کو ان کے نام لیوا مسلمان بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں ان کے بزرگوں نے کبھی نہیں منایا۔ یہ ایسی بدعت ہے جو جلد ہی ہندوستان میں ایجاد کی گئی ہے' میری ناقص معلومات کی حد تک اس پر ایک صدی بھی نہیں گذری ہوگی' اسلام کی پوری تاریخ میں اس بدعت کا کہیں سراغ تک نہیں ملتا نیز یہ بدعت صرف برصغیر ہندو پاک اور بنگلا دیش کی حد تک محدود ہے جعفر صادق سے منسوب فرقے عراق ومصر اور شام میں پائے جاتے ہیں لیکن ان کے یہاں اس رسم کا کوئی وجود نہیں ہے۔ جس سے اس کے بدعت ہونے پر کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا' اور یہ بھی انتہائی حیرت کی بات ہے کہ اس رسم کے موقعہ پر جو جھوٹی داستان سنائی جاتی ہے اس کا تعلق مدینہ منورہ سے ہے لہذا داستان کے مطابق اس رسم کے کرنے والوں کا مدینہ میں بھی وجود ہونا چاہئے' جبکہ مدینہ کی چودہ سوسالوں تاریخ میں اس رسم کا کوئی ذکر ہی نہیں ملتا ہے' حالانکہ مدینہ میں بھی روافض نخاولہ کے نام سے پائے جاتے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ ۲۲ ویں رجب سنہ ۶۰ ہجری اسلام کے ایک نامور خلیفہ وامیر المومنین نبی کریم ﷺ کے برادر نسبتی اور کاتب وحی جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن ہے چونکہ روافض بشمول تمام صحابہ ان سے بھی بغض وحسد رکھتے ہیں اس لئے محبت آل بیت کا لیبل لگا کر ان کی وفات پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں پکوڑوں وغیرہ پکا کر کونڈوں میں رکھ کر اس عقیدے کے ساتھ کھاتے ہیں کہ آج کے دن معاویہ کا کونڈا ہوا یعنی ان کی وفات ہوئی' اس کے لئے انہوں نے عمداً جعفر صادق کے نام کو منتخب کیا حالانکہ جعفر صادق کا ماہ رجب سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ اس ماہ میں ان کی ولادت ہوئی اور نہ ہی وفات، اور نہ ہی شادی بیاہ وغیرہ اور نہ ہی کوئی بڑا واقعہ پیش آیا' چونکہ جعفر صادق رافضیوں کے متفقہ چھٹے امام ہیں ان کی وفات کے بعد روافض دو فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔

۱۔ اسماعیلیہ: جعفر صادق کے بڑے بیٹے اسماعیل کی طرف منسوب ہیں برصغیر کے بوہرہ' آغا خانی فرقوں کا تعلق اسی فرقے سے ہے۔

۲۔ امامیہ جو ان کے دوسرے بیٹے موسیٰ کاظم کی طرف منسوب ہیں روافض کے موجودہ اثنا عشریہ ایرانیہ فرقے کا تعلق اسی سے ہے۔

جناب جعفر صادق کا نام اس بدعت کے ساتھ اس لئے چسپاں کیا گیا تا کہ روافض کے دونوں فرقے اس قبیح بدعت میں شامل ہو کر امیر معاویہ کی وفات پر خوشی ومسرت کا اظہار کرسکیں یہ ہے اس بدعت کا اصلی وحقیقی روپ، اور جہاں تک مسلمانوں میں اس بدعت کو رائج کرنے کی بات ہے تو اس کے لئے انہوں نے سیدھے سادھے، بھولے بھالے اور کمزور عقیدہ مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں گرفتار کیا اور جھوٹے ومن گھڑت قصے وکہانیاں سنا کر اس حرام عمل کو ان کے درمیان رائج کیا۔

قارئین کرام: اگر مزید گہرائی سے غور کیا جائے تو ایک اور حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے وہ کہ یہ بدعت مشرکین وبت پرستوں کی دیکھا دیکھی ایجاد کی گئی ہے تا کہ اس سے قومی یک جہتی، ملکی رواداری، رام ورحیم ایک جیسے شرکیہ عقیدوں اور نعروں کا گھناونا ثبوت پیش کیا جاسکے، بت پرستوں کے یہاں سال میں ایک دن برہمن ستہ نارائن کی کتھا (کہانی) سناتا ہے، اس دن صرف پکوڑیاں اور شیرینیاں بنائی جاتی ہیں، گوشت کھانے سے پرہیز کیا جاتا ہے بلکہ گوشت کھانے والے اس دن نہا دھو کر پاک صاف ہو کر کہانی سننے میں شریک ہوتے ہیں انہیں ہندوؤں کے شانہ بہ شانہ چلنے کی خاطر جعفر صادق کے نام نیاز دی جاتی ہے، ان کے یہاں اس دن گوشت کھانا حرام ہوتا ہے دونوں کے یہاں جھوٹی داستانین سنائی جاتی ہیں' ایک کے یہاں سچے نارائن کی کہانی تو دوسرے کے یہاں سچے

جعفر کی یعنی دونوں رسموں میں کس قدر مشابہت وقربت پائی جاتی ہے۔

یہ ہے رجب کے کونڈوں کی اصل حقیقت جو مسلم دشمنی کی منہ بولتی تصویر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی حقیقت جان لینے کے بعد اب اس کی حرمت پر جو روز روشن کی طرح عیاں ہے قرآن وحدیث سے دلائل پیش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے، اور نہ ہی کسی مسلمان سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اب بھی دشمنان اسلام وصحابہ رسول ﷺ کا آلہ کار بن کر اسلام کی جلیل القدر ومقدس ہستیوں کی وفات پر جشن منائے گا اور شرکیہ اعمال انجام دے گا، لیکن پھر بھی عام فائدے کے پیش نظر بدعتوں کی حرمت ومذمت پر چند دلیلیں پیش کی جارہی ہیں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا﴾ (المائدہ:۳)

آج ہم نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام پورا کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گئے۔

یہ آیت بڑی ہی عظیم آیت ہے اس میں اللہ تعالی کی جانب سے دین اسلام کی تکمیل کا اعلان کیا گیا ہے یعنی اب اس دین میں کسی کمی وزیادتی کی ذرہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے، اور جن چیزوں کو نبی کریم ﷺ کے وقت میں دین کا درجہ حاصل نہیں تھا انہیں آج بھی دین کی حیثیت حاصل نہیں ہوگی، اللہ رب العالمین دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور:٦٣)

جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا (من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد) [بخاری ومسلم] جس نے ہمارے اس دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ کیا وہ مردود ہے اور دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں (من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد) جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو دین اسلام میں نہیں ہے وہ عمل مردود ہے۔

اور جہاں تک اس مہینہ میں عمرہ کی فضیلت کا سوال ہے تو اس کے بارے میں یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ ہمارے رہبر وقائد رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں چار عمرے کئے اور وہ سب کے سب ذیقعدہ کے مہینے میں تھے آپ نے کوئی عمرہ رجب کے مہینے میں نہیں کیا اور نہ ہی اس ماہ میں عمرہ کرنے کی کوئی ترغیب دلائی، صرف رمضان کے مہینہ میں عمرہ کی فضیلت رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے جس میں عمرہ کرنے پر ایک حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔

اور رہی بات اسراء معراج کی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اسراء ومعراج اللہ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم نشانی ہے اور ہمارے رسول اکرم ﷺ کے لئے ایک عظیم معجزہ ہے لیکن جہاں تک اس پر جشن منانے اور اس رات کی عبادت ہے تو یہ سراسر باطل وبے بنیاد ہے سب سے پہلی بات کہ اسراء ومعراج کی رات یہاں تک کہ مہینہ کی تعیین پر بھی کوئی دلیل قاطع نہیں ہے، اسکی تعیین میں مورخین کے کئی اقوال ہیں، عظیم سیرت نگار علامہ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب الرحیق المختوم میں درج ذیل اقوال ذکر کیا ہے:

(۱) جس سال آپ ﷺ کو نبوت دی گئی اسی سال معراج واقع ہوئی۔

(۲) نبوت کے پانچ سال بعد معراج ہوئی۔

(۳) نبوت کے دسویں سال ۲۷ رجب کو ہوئی۔

(۴) ہجرت سے سولہ مہینے پہلے نبوت کے بارہویں سال ماہ رمضان میں ہوئی۔

(۵) ہجرت سے ایک سال دو ماہ پہلے یعنی نبوت کے تیرہویں سال محرم میں ہوئی۔

(٦) ہجرت سے ایک سال پہلے یعنی نبوت کے تیرہوں سال ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: ان میں سے پہلے تین اقوال اس لئے صحیح نہیں مانے جاسکتے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عہنا کی وفات نماز پنچگانہ فرض ہونے سے پہلے ہوئی تھی اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ نماز پنچگانہ کی فرضیت معراج کی رات ہوئی اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات معراج سے پہلے ہوئی تھی اور معلوم ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نبوت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوئی تھی لہذا معراج کا زمانہ اس کے بعد کا ہوگا اس سے

پہلے کانہیں، باقی رہے اخیر کے تین اقوال تو ان میں سے کسی کو کسی پر ترجیح دینے کے لئے کوئی دلیل نہ مل سکی، البتہ سورۃ اسراء کے سیاق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکی زندگی کے بالکل آخری دور کا ہے (دیکھئے ص ۹۷ نشر المکتبۃ السلفیۃ لاہور پاکستان)

لہذا تاریخ کے حوالہ سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ۲۷ ویں رجب کو معراج پیش ہی نہیں آئی؟ اور نہ ہی تاریخی طور پر کسی قول کے بارے میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اسی رات معراج ہوئی تھی تو پھر معراج کے نام پر جشن چہ معنی دارد؟ یہ بات بھی ہمارے ذہن نشین رہنی چاہئے کہ اگر اس کی تعیین میں کوئی مصلحت ہوتی تو ضرور اللہ رب العالمین یا اس کے رسول ﷺ اسے بیان فرما دیتے یہ بات عقل سے باہر ہے کہ معمولی سی معمولی چیزوں کا حکم اور طریقہ امت کو بتایا جائے لیکن اسراء ومعراج جیسے اہم واقعہ ومعجزہ پر عبادات وجشن منانے سے قرآن واحادیث خاموش رہیں نیز اگر اس رات عبادت کا کوئی ثواب ہوتا تو اسے آپ ﷺ بھی کرتے اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیتے، اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ واقعہ ہجرت سے قبل کا ہے، اور ہجرت کے بعد آپ ﷺ دس سال تک باحیات رہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی زندگی میں کم سے کم دس بار آیا، لیکن اس دس سالہ عرصہ میں کسی بھی سال آپ ﷺ نے اس رات کوئی مخصوص عبادت نہیں کی، اور نہ ہی آپ کے بعد صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین نے نہیں کی، جن کی سنتوں کو لازم پکڑنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا، اگر آپ نے کیا ہوتا تو ضرور اس کا ذکر احادیث کی کتابوں میں ہوتا، لیکن ایسا کچھ نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۲۷ ویں رجب کو جشن منانا دین اسلام میں زیادتی ہے اس کا شریعت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں اور خاص کر اس رات عبادت میں مشغول ہونے کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ اس رات عبادت کا اہتمام کرنا شریعت میں رخنہ اندازی کے سوا کچھ اور نہیں۔

صلاۃ رغائب یا صلاۃ رجبیہ یہ بھی بدعت ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ ائمہ کرام کی ایک جماعت نے اس نماز کی قباحت اور اس کے پڑھنے والوں کی گمراہی پر کئی عمدہ کتابیں تصنیف کی ہیں، اس نماز کی قباحت اور اس کے بطلان کے دلائل بے شمار ہیں اس کے پڑھنے والے گمراہ لوگ ہیں۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جن چیزوں کو ہمارے نبی نے انجام دیا ان کا کرنا ہمارے لئے سنت اور جن چیزوں کو نہیں کیا ان کا نہ کرنا ہمارے لئے سنت ہے، آپ ﷺ کی اتباع کا تقاضا ہے کہ جو چیزیں آپ نے نہیں کیں ہمیں بھی ان چیزیں کو نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور دین کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

برائے دینی معلومات: 0501847172 پر رابطہ کریں!!!